مناقب سید الشہداء
(اُردو)
تالیف
سید جعفر بن حسن عبدالکریم برزنجی
مفتی الشافعیۃ (المدینۃ المنورۃ)
(سن اشاعت: ۱۴۳۴ھ)
ناشر
سراج ملت فاؤنڈیشن
سید ابوالہاشم اسٹریٹ، پھول گلی، ممبئی۔۳

سخنان چند

فروری ۲۰۱۶ء میں فقیر کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو جس دن مدینہ منورہ حاضر ہوا، اگلے دن بازار سے موبائل کی سم لی اور بھائی ابا قاسم میمن مدنی مدظلہ کو فون کیا، وہ شام کو نماز مغرب کے بعد حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے خدام کے ساتھ ہوٹل میں ملنے تشریف لائے، اللہ تعالیٰ ان احباب کو آباد رکھے، بھائی ابا قاسم مدنی مدظلہ نے فقیر سے فرمایا کہ ہم روزانہ بعد نماز عشاء حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے پیدل اُحد شریف جاتے ہیں، اگر آپ کا ارادہ تو آپ بھی ہمارے ساتھ چلا کریں، فقیر نے کہا ضرور چلوں گا، اگلے دن عشاء کی نماز کے بعد بھائی ابا قاسم مدنی کا فون آیا کہ میں ہوٹل کے باہر آگیا ہوں تم نیچے آجاؤ، رات کو ہم حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیدل چل پڑے، وہاں قریب پہنچ کر بھائی ابا قاسم مدنی دامت برکاتہم العالیہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے، اور ساتھ مجھے بیٹھنے کا کہا، بیٹھنے کے بعد فرمانے لگے کہ یہ وہی جگہ ہے جس پہاڑی پر حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ اُحد میں تیر انداز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کھڑا کیا تھا، رات کا سہانا سماں تھا، بالکل خاموشی تھی، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فقیر کو فرمانے لگے کہ آؤ حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چلتے ہیں، فقیر پیچھے پیچھے ساتھ ہولیا، تھوڑے سے قدم چلنے کے بعد مزار اقدس کی جالی مبارک نظر آئی، اُس وقت کوئی اور زائر نہیں تھا اور نہ ہی کوئی انتظامیہ کا آدمی وہاں تھا، بھائی ابا قاسم مدنی مدظلہ نے اپنے ساتھ کھڑا ہونے کا فرمایا، فقیر نے جالی مبارک کے قریب جا کر مزار مبارک کی زیارت کی اور باادب ہو کر سلام پیش کرتے ہوئے عرض کی یا عم رسول اللہ ﷺ، یا دفاع معضلات، (اے

مشکلوں کو کھولنے والے، یا کاشف الکربات، یا اسد اللہ واسد رسول اللہ ﷺ اپنے پیارے بھتیجے حضور نبی کریم ﷺ سے مجھ گنہگار کی سفارش فرمایئے، میں بہت دُور سے آیا ہوں، مہربانی فرمایئے، جو عرض معروض کرنی تھی کی، بھائی ابا قاسم مدنی مدظلہ نے فقیر کو نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زمین پر ہاتھ پھیر کر چہرہ پر مس کیا، فقیر نے بھی ویسا ہی کیا، اور ہم مدینہ منورہ کا ذکر تے ہوئے واپس حرم شریف کی طرف آ گئے، حرم نبوی ﷺ سے مزار سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فاصلہ تقریباً ڈھائی تین کلو میٹر ہوگا، اتنا ہی واپسی کا۔ (خلیل احمد رانا عفی عنہ)

علامہ شہاب الدین قسطلانی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تصنیف ''مواهب اللدنیہ'' میں لکھتے ہیں :

عم رسول اللہ ﷺ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کے متعلق درج ذیل الفاظ ارشاد فرمائے :

'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ جس قدر پر روتے دیکھا ہے اس قدر زیادہ روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا، آپ نے ان کو قبلہ کے رُخ رکھا پھر ان کے جنازے کے پاس کھڑے ہو کر ہچکیوں کے ساتھ رونے لگے، یہاں تک قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جائیں، آپ ﷺ فرما رہے تھے، یا حمزۃ یا عم رسول اللہ و اسد اللہ و اسد رسولہ، اے حمزہ! اے رسول اللہ ﷺ کے چچا، اللہ تعالیٰ کے شیر، اللہ کے رسول کے شیر، یاحمزۃ، یا فاعل الخیرات، اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے، یا حمزۃ یا کاشف الکربات، اے حمزہ! اے مشکلات کو کھولنے والے، یا حمزۃ یا ذاباً عن وجہ رسول اللہ، اے حمزہ! اے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے''۔

(شیخ احمد بن محمد القسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ، المواهب اللدنیۃ، الجز الاوّل، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، ص ۴۲۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّد الشہداء سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے یا حمزۃ یا کاشف الکربات، اے حمزہ! اے تکالیف، مشکلات کو کھولنے والے، (یعنی مشکل کشا) کے الفاظ فرمائے ہیں، اگر مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور مجازاً یہ الفاظ کسی اور کے لئے نہیں کہہ سکتے تو نام نہاد توحید پرست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا فتویٰ لگائیں گے ؟

حضرت سیدی مدنی قبلہ قدس سرہ نے ایک مرتبہ شیخ طریقت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (۲رشوال ۱۳۹۹ھ/ ۲۶راگست ۱۹۷۹ء۔ لالہ موسیٰ، گجرات، پنجاب) سے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو اُن دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن تک فاقہ رہا، یہاں تک کہ میرے پاس پانی خریدنے کے لیے بھی کوئی پیسہ نہ تھا، آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو گیا، ساتویں روز ایک پُر ہیبت بزرگ آئے، اُن کے پاس تین مشکیزے تھے، ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا، انھوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں، کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے، اور کہا کہ یہ سب تمھارے لیے ہے، پکاؤ اور کھاؤ، یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے، میں نے دل میں خیال کیا ان بزرگ کو باہر دیکھوں، اور کچھ تفصیل معلوم کروں، میں نے فوراً دروازے سے باہر آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی قدس سرہ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے خیال میں وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا: میرے خیال میں وہ شاہ دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا سیّد الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، کیوں کہ مدینہ منورہ کی ولایت انھی کے سپرد ہے۔

(خلیل احمد رانا، انوار قطب مدینہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۲۰۰)

حضرت شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۰ھ، بیروت)

نے بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''جامع الکرامات الاولیا'' میں سیّد الشہدا حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غریب نوازی کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت علامہ مصطفےٰ بن فتح اللہ الحموی (متوفی ۱۱۲۳ھ) نے اپنی کتاب ''نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اھل القرن الحادی عشر'' میں حضرت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن الغنی النبا (متوفی مدینہ منورہ، محرم الحرام ۱۱۱۶ھ) سے روایت کی کہ شیخ احمد نے فرمایا: میں نے ایک قحط زدہ سال میں مصر سے دو اونٹ خریدے، اور اپنی والدہ کے ساتھ سفر حج اختیار کیا، حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضری دی، دونوں اونٹ مدینہ منورہ پہنچ کر مر گئے، ہمارے پاس رقم ختم ہوگئی، نہ ہم اونٹ خرید سکتے تھے، اور نہ ہی کرایہ پر سواری لینے کے قابل رہے تھے، میں تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور انھیں ساری کیفیت عرض کر دی، وہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمانے لگے کہ آپ ابھی سیّدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں، وہاں جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں، اور پھر اول تا آخر اپنا حال سنائیں، میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی، اور چاشت کے وقت آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی، شیخ کے حکم کے مطابق قرآن پڑھا، اور اپنا حال عرض کیا، ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب رحمت میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو والدہ محترمہ کو بیٹھے ہوئے پایا، مجھے دیکھ کر فرمانے لگیں: ابھی تمھیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا، میں نے عرض کیا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پچھلی طرف گئے ہیں، میں ادھر چلا گیا۔ یک لخت ایک پُر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے بزرگ سامنے آئے، اور مجھے فرمانے لگے: شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، مجھے فرمانے لگے آپ مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا: آقا کس طرح جاؤں، فرمانے لگے: میں کسی آدمی سے آپ کے کرایہ کی بات کرتا ہوں، پھر آپ مجھے ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے خیموں میں گئے، آپ نے ایک خیمہ میں داخل ہو کر اُس کے مالک کو سلام کیا، تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، اور بہت تعظیم کی۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ شیخ احمد اور ان کی

والدہ کو مصر لے جاؤ، آپ نے اسے کرایہ ادا کر دیا، اور مجھے فرمانے لگے کہ شیخ احمد تم اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آؤ، میں تھوڑی دیر میں اپنی والدہ کے ساتھ سامان لے کر واپس خیمہ میں آ گیا، آپ نے اونٹ والے کو راستہ میں میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی، اور اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، جب ہم مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچے تو فرمانے لگے کہ تم اندر چلے جاؤ، میں مسجد شریف میں داخل ہو کر آپ کا انتظار کرنے لگا، انتظار کرتے کرتے نماز کا وقت ہو گیا، لیکن آپ نظر نہ آئے، میں نے بہت تلاش کیا، مگر آپ نہ ملے۔ میں واپس اُس مصری اونٹ والے کے پاس آیا، اور اس سے آپ کے متعلق اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا، وہ کہنے لگا کہ میں نے آج سے پہلے انھیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ آخر میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بتائی۔ آپ فرمانے لگے کہ وہ حضرت سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی روح پاک تھی، جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔

(علامہ مصطفیٰ بن فتح اللہ الحموی (متوفی ۱۱۲۳ھ)، "فوائد الارتحال و نتائج السفر فی اخبار القرن الحادی عشر، المجلد الثانی، مطبوعہ دار النوادر، کویت ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء، ص ۲۴۲، ۲۴۳)

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اہل مدینہ منورہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی مشکل پیش کرتے ہیں، اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے چہیتے بھتیجے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش فرمائیں کہ وہ اپنی دعا سے یہ مشکل حل فرمائیں۔

چناں چہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے اپنا ایک خانگی واقعہ بیان فرمایا کہ میری ایک عزیزہ کی اراضی اور باؤلی (کنواں) تھی، جس پر غیر مجاز اشخاص نے قبضہ کر لیا تھا، قاضی مدینہ کے پاس دعویٰ پیش کیا گیا، ان کی جواب دہی ہوئی کہ جس خاتون کے ذریعہ سے مدعیہ اپنے آپ کو مالک

بتاتی ہے وہ مطلقہ نہ تھی، اوران کی طرف سے ایک جھوٹا تحریری طلاق نامہ بھی پیش کردیا گیا، جس پر دو گواہوں کے دست خط ثبت تھے، اس جھوٹے طلاق نامہ کی تردید ہمیں پیش کرنی تھی، سب کو فکر تھی کہ اس کی تردید کیسے کی جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے مدینہ منورہ سے پیدل چل دیا، مزار مبارک سے ذرا قریب مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے سلام کیا، اور کہا کہ اے شیخ! میرے ہاں چل کر چائے پی لیجیے، میں نے اُس سے کہا کہ اب تو میں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے جارہا ہوں، اس لیے آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا، اس نے کہا: خیر، واپسی پر تشریف لے آیئے! میں نے کہا کہ مجھے آپ کے گھر کا پتہ معلوم نہیں، اس شخص نے کہا کہ آپ کی واپسی تک میں یہیں ٹھہرا رہوں گا۔ چناں چہ جب میں مزار مبارک کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ شخص میرے انتظار میں کھڑا تھا، میں اس کے ساتھ چل دیا، جب اس کے گھر پہنچا تو وہ مجھے ایک جگہ بٹھا کر ایک کمرہ میں داخل ہوا، اور ایک چھوٹی سی ٹوکری وہاں سے اٹھا کر لے آیا، جس میں بہت سے کاغذات بھرے ہوئے تھے، اس شخص نے وہ کاغذات میرے سامنے انڈیل دیے، اور کہا کہ حضرت جب تک میں چائے تیار کروں آپ ان کاغذات پر ایک نظر ڈال لیجیے، یہ میرے والد کے زمانے کے کاغذات ہیں، مجھے پڑھنا نہیں آتا، اگر کوئی کام کا کاغذ ہو تو رکھ لوں گا، ورنہ سب کو جلا دوں گا، میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں اتنی دیر انھیں دیکھتا ہوں، میں نے سب سے پہلے جس کاغذ کو دیکھنے کے لیے اٹھایا وہ دو گواہوں کے بیانات کی باضابطہ نقل تھی، جو انھوں نے قاضی کی عدالت میں دیے تھے، اور یہی وہ گواہ تھے جن کے دست خط اس طلاق نامہ پر تھے، اور یہ بیانات اس طلاق نامہ کے بعد کی تاریخ پر دیے گئے تھے، اور ان بیانات میں اس خاتون کو زوجہ تسلیم کیا گیا تھا۔ بہ ہر حال ان بیانات کی وجہ سے وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا، اور ہمیں کام یابی نصیب ہوئی۔

(شکور بیگ مرزا: ضیاے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۸۲ء، ص ۱۷، ۱۸)

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے، اور ایک روزہ وہاں افطار کرتے۔

(انوار قطب مدینہ، ص ۲۰۴ بحوالہ مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ)، بہ نام حکیم محمد موسیٰ امرت سری، لاہور، محررہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۲ء)

فقیر خلیل احمد رانا عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. (البقرۃ: ۱۵۴)

(جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مُردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں، مگر تم کو خبر نہیں)

مناقبِ سید الشہداء

تالیف:

سیّد جعفر بن حسن عبد الکریم برزنجی

(مفتی الشافعیہ، المدینۃ المنورۃ)

ترجمہ:

علامہ محمد عبد الکریم شرف قادری

(شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور)

اشاعت (عربی)

دار المناقب بیروت، نیقوشیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر رحمتیں نازل فرمائے اور بکثرت سلام بھیجے۔

یہ سید الشہداء، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے والوں کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے شیر، رسول اللہ ﷺ کے مبارک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مناقب ہیں، جن کے موتیوں کو پرونے اور جن کی چمک دمک ظاہر کرنے کا فریضہ خاندان نبوت اور علمی خانوادے کے گوہر شب تاب مشہور ''مولد نبوی'' (مولود برزنجی) اور شہداء بدر کے اسماء گرامی پر مشتمل کتاب ''جالیۃ الکدر فی نظم اسماء شھداء بدر'' اور دیگر مفید اور جلیل کتب کے مصنف حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا ہے۔

یہ حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے عظیم مناقب ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے جان کی بازی لگادی، غزوہ احد میں جن کی شہادت پر ہمارے آقا و مولا اور حبیب مکرم ﷺ غمگین ہوئے، اس غزوہ کے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، وہ تاریخ جس کی بنیاد ان جانبازوں نے رکھی۔ یہ مناقب حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہونے والوں کے لیے کئی اسباق اور نصیحتیں اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔

ہم یہ مناقب جدید انداز میں نبی اکرم ﷺ کے عم محترم اور آپ کی آل و عزت کے محبین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے علم کی خدمت اور اشاعت ہوگی نیز اہل علم کی یاددہانی اور بے علموں کی آگاہی کے لیے سیدنا حمزہ

ﷺ کی سیرتِ مقدسہ کا احیاء ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قیامت کے دن سید الانام ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے، جس دن مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، سوائے اُس اُس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم اور مقبول عمل لے کر حاضر ہوگا، ہماری دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کے بعد، شہیدوں اور شفاعت کرنے والوں کے سردار، رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت چچا کے حق میں قبول فرمائے۔ رضی اللہ عنہ

اے اللہ! ہمارے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما...... اے رب کریم! اپنے دیئے ہوئے علم سے ہمیں نفع عطا فرما اور ہمیں فائدہ بخش علم عطا فرما!...... آمین!

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

ناشر

دار المناقب، بیروت

تذکرہ مؤلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام:

سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم بن محمد رسول حسینی، برزنجی مدنی علیہ الرحمہ۔

مقام ومنصب:

بیس سال سے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ اور مسجد نبوی شریف کے خطیب رہے۔

ان کے بارے میں علماء کے تاثرات:

(الف) علامہ برزنجی مسجد نبوی شریف کے باب السلام کے اندر محفل درس منعقد کیا کرتے تھے، سید محمد مرتضی زبیدی ان کے درس میں شامل ہوتے رہے، علامہ زبیدی ''الامام الفصیح البارع'' (بلند پایہ فصیح امام) کے القاب سے ان کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ:

''انہیں تقریر کا حیران کن ملکہ حاصل تھا اور مذہب شافعیہ کی تفصیلات کے بڑے ماہر تھے۔''

(ب) مرادی کہتے ہیں:

''شیخ فاضل، بلند مرتبہ، یکتائے زمانہ عالم، فنون کے ماہر، حضرات شافعیہ کے مفتی۔''

(ج) جبرتی نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا:

''وہ کلمہ حق کہنے میں بے باک اور امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔''

تصانیف:

۱۔ عقد الجوهر في مولد النبي الازهر، ﷺ

۲۔ جالية الكرب باسماء سيد العجم والعرب، ﷺ

۳۔ قصة المعراج

۴. جالية الكدر باسماء اصحاب سيد الملائك و البشر
(صحابہ کرام کے اسماء)

۵. الشقائق الا ترجيته فى مناقب الاشراف البرزنجية
(برزنجی خاندان کے بزرگوں کے مناقب)

۶. الطوالع الاسعدية من المطالع المشرقية

۷. الجنى الدانى فى مناقب الشيخ عبد القادر الجيلانى
(سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب)

۸. الروض المعطار فيما يحدى السيد محمد من الاشعار

۹. النفح الفرجى فى فتح جته جى

۱۰. التقاط الزهر من نتائج الرحلة و السفر

۱۱. البر العاجل باجابة الشيخ محمد غافل

۱۲. الفيض اللطيف باجابة نائب الشرع الشريف

۱۳. فتح الرحمن على اجوبة السيد رمضان

۱۴. نهوض الليث لجواب ابى الغيث.

وفات:

حضرت علامہ برزنجی ۱۱۸۴ھ میں دار فانی سے رحلت فرما کر جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔[1]

---

[1] تذکرہ کے مراجع وماخذ:

(۱) الزبیدی، المعجم المختص (مخطوط) (۲) الزرکلی، الاعلام ۲/۱۲۲ (۳) الجبرتی، عجائب الآثار، ۱/۳۰۲

(۴) المرادی سلک الدرر ۳/۹ (۵) اسمٰعیل شاہ بغدادی، ہدیۃ العارفین، ۱/۲۵۵

(۶) عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین ۳/۱۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشیر و نذیر، اپنے اذن سے داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔

آپ کو عظیم ہیبت اور جلالت عطا فرمائی اور جسے سعادت اور عظمت کے لیے منتخب فرمایا اسے آپ کے ذریعے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرمائی، آپ کو آسمان وجود کا بدر منیر بنایا اور کائنات کے گوشے گوشے میں آپ کا روشن اور دل و دماغ میں اتر جانے والا ذکر پھیلایا۔

آپ کو حکم دیا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (اے حبیب! تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے واشگاف بیان کرو) چنانچہ آپ نے خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، آپ کی دعوت کو جلد قبول کرنے کی توفیق ان معزز لوگوں کو دی گئی جنہیں آسان راستے کی سہولت دی گئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا، تو ان کے لیے اجر و ثواب ثابت ہوا اور خوشخبری۔

وہ پیکر جہاد، نیزوں کے سائے میں یوں فخر سے کھیلتے رہے جس طرح شیروں کے بچے جنگل میں کھیلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ، آپ کی آل پاک، صحابہ کرام اور آپ کے اوصاف کے حامل وارثوں پر رحمتیں نازل فرمائے جب تک جہاد کے جھنڈے اور نشانات باندھے جاتے رہیں، مجاہدین کے دستے آگے بڑھتے رہیں اور دنیائے کفر پر حملے جاری رہیں۔ حمد وثنا اور درود پاک کے بعد! نجات دینے والے کریم کے فضل کا محتاج جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی کہتا ہے کہ یہ دلکش اور روح پرور باغ ہے جس کی باد صبا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے احوال کی خوشبو سے معطر ہے اور اس کی جود و سخا کی بارش، حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جام شہادت نوش کرنے والے خوش بختوں کے موتیوں جیسے ناموں سے

سیراب ہوتی ہے، ان حضرات نے دین مصطفیٰ ﷺ کی نصرت وحمایت میں اپنی جانوں کی بازی لگادی اور اسلام کے پھیلاؤ کا راستہ ہموار کردیا۔

میرے دل میں اس باغ کے گھنے درختوں میں داخل ہونے، اس کے حوضوں کے چشموں سے سیراب ہونے، نور کے برجوں سے موتیوں کی بارش طلب کرنے اور ان موتیوں کو مندرجہ ذیل سطور کی لڑی میں پرونے کا خیال پیدا ہوا، تاکہ انہیں حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کے پاس مقرر عمل (ایصال ثواب) کے بعد پڑھا جائے، خصوصاً آپ کی خصوصی زیارت[۲] کی رات جس کی روشن صبح ابر آلود نہیں ہوتی بلکہ اجلی اجلی ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور باکمال بندوں کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں حاصل کی جائیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ سیدنا حمزہ ابن عبد المطلب بن ہاشم، نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں، ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثویبہ نے ان دونوں ہستیوں اور حضرت ابوسلمہ ابن عبد الاسد مخزومی (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر) کو دودھ پلایا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر نبی اکرم ﷺ سے دو سال اور ایک قول کے مطابق چار سال[۳] زیادہ تھی، ان دونوں ہستیوں کو مختلف اوقات میں[۴] دودھ پلایا گیا، حضرت

---

[۲] زمانہ ماضی میں اہل مدینہ کا معمول تھا کہ ماہ رجب کی بارہویں رات حضرت سید الشہداء کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے اور اجتماع میں آپ کی سیرت اور غزوہ احد کا تذکرہ ہوتا۔

[۳] ابن عبد البر نے کہا کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، (الاستیعاب، ۱/۲۷۱ جب کہ ابن اثیر نے اسے صحیح قرار دیا ہے، (اسد الغابۃ ۲/۵۱)

[۴] استیعاب (۱/۲۷۱) میں ہے کہ ثویبہ نے ان دو ہستیوں کو دو زمانوں میں دودھ پلایا، ابن سعد (طبقات، ۱/۸۷) میں حضرت برہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے پہل ثویبہ نے اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ، حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے سے پہلے چند دن دودھ پلایا، آپ سے پہلے وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو دودھ پلا چکی تھیں اور آپ کے بعد ابوسلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو دودھ پلایا، (دیکھئے ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۲)

سید الشہداء اور حضرت صفیہ (نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی) کی والدہ، ہالہ بنت اھیب بن عبد مناف بن زہرہ، نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچازاد بہن تھیں۔

آپ کی اولاد میں سے پانچ بیٹے تھے، چار کے نام یہ ہیں:

۱۔ یعلی[5] ۲۔ عمارۃ[6] ۳۔ عمرو......اور......۴۔ عامر

دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ ام الفضل[7] ۲۔ امامہ[8] اس وقت حضرت سید الشہداء کی اولاد میں سے کوئی نہیں ہے۔[9]

اللھم ادم دیم الرضوان علیہ

وامدنا بالاسرار التی اودعتھا لدیہ

اے اللہ! ان پر رحمت و رضوان کی موسلا دھار بارش ہمیشہ برسا اور جو اسرار تو نے ان کے پاس امانت رکھے ہیں، ان کے ساتھ ہماری امداد فرما۔ حضرت سید الشہداء ﷺ بہادر، سخی، نرم خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیرت مندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے۔

بعثت کے دوسرے سال[10] اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال[11] مشرف باسلام ہوئے، اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابوجہل، نبی ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ

---

۵ ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابویعلیٰ تھی (الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ الطبقات، ۳/۵۔ صفۃ الصفوۃ، ۱/۳۷۰)

۶ ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابوعمارہ تھی (الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ الاصابۃ، ۱/۳۵۳۔ الطبقات، ۳/۵۔ صفۃ الصفوۃ ۱/۳۷۰)

۷ اسد الغابۃ، ۷/۳۷۸ (۸) دیکھئے طبقات ابن سعد، ۳/۵۔ صفۃ الصفوۃ، ۱/۳۷۰)

۹ ابن سعد کہتے ہیں کہ امیر حمزہ بن عبد المطلب کی اولاد اور نسل باقی نہیں رہی (الطبقات، ۳/۵)

۱۰ اسد الغابۃ، ۲/۵۱۔ الاصابۃ، ۱/۳۵۳۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱

۱۱ الطبقات، ۳/۶۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ صفۃ الصفوۃ، ۱/۳۷۰

رہا ہے تو آپ نے حرم مکہ شریف میں اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر کھل گیا۔[12]

حضرت حمزہ نے نبی ﷺ سے گزارش کی ...... بھتیجے! اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے! اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ ﷺ کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے، بعد ازاں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سید الشہداء ہی کے لیے تھا[13] رجب ۲ھ/ ۶۲۳ء میں حضور سید عالم ﷺ نے انہیں قوم جہینہ کے علاقے میں سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا، جیسے کہ مدائنی نے کہا ہے۔[14]

ابن ہشام نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔[15]

فما برحوا حتى انتدبت بغارة

لهم حيث حلوا ابتغى راحته الفضل

بامر رسول الله اول خافق

عليه لو لم يكن لاح من قبلى

---

[12] الطبقات، ۳/۶۔ اسد الغابۃ، ۱/۵۲۔ السیرۃ الحلبیۃ، ۱/۴۷۹۔ المستدرک، ۳/۲۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام، ۱/۲۹۲۔ صفۃ الصفوۃ ۱/۳۷۰

[13] اسد الغابۃ، ۱/۵۲۔ الطبقات ۳/۶۔ الاصابۃ ۳۵۴۱۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ عیون الاثر، ۱/۳۵۵۔ ابن ہشام، ۱/۵۹۵۔ دلائل النبوۃ ۳/۸۔ مواہب اللدنیہ ۱/۳۳۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۳۴۔ صفوۃ الصفوۃ، ۱/۳۷۰۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۷۵۔ امتاع الاسماع، ۱/۵۱۔ الواقدی ۱/۹

[14] ابو الحسن علی بن محمد المدائنی ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے، فتوح اور مغازی کے عالم تھے، ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء، ۱۰/۴۰۰)

[15] ابن ہشام نے وہ قصیدہ نقل کیا جس کا پہلا مصرع ہے الا یا لقومی للتحلم والجھل۔ اس سے پہلے انہوں نے کہا کہ اکثر اہل علم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اشعار حضرت حمزہ ؓ کے ہیں (ابن ہشام، ۱/۵۹۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۴۳)

- وہ اسلام کی دشمنی سے باز نہیں آئے، یہاں تک کہ میں ان کے ہر تھکانے پر حملے کے لیے آگے بڑھا، فضیلت کی راحت حاصل کرنا میرا مقصود تھا۔
- رسول اللہ ﷺ کے حکم پر میں پہلا تلوار چلانے والا تھا جس کے سر پر جھنڈا تھا، یہ جھنڈا مجھ سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔

حضرت سید الشہداء ؓ جنگ بدر میں اس حال میں شامل ہوئے کہ انہوں نے شتر مرغ [16] کا پر اپنے اوپر بطور نشان لگایا ہوا تھا، انہوں نے اس جنگ میں زبردست جانبازی کا مظاہرہ کیا، رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں [17] کے ساتھ لڑتے رہے، کفار کے سورماؤں کو بکھیر دیا اور مشرکین کو کاری زخم لگائے۔ [18]

حضرت سید الشہداء ؓ جنگ احد کے دن خاکستری اونٹ اور پھاڑنے والے شیر دکھائی دیتے تھے، انہوں نے اپنی تلوار سے مشرکین کو بری طرح خوف زدہ کر دیا، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔

غزوہ احد میں آپ نے اکتیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا [19] پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیراندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ سے کھل گئی، جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا، یہ واقعہ ہفتے کے دن نصف شوال کو ۳ھ [20] یا ۴ھ [21] (۶۲۴ء یا

---

[16] اسد الغابہ، ۵۲/۱۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۷۴

[17] ایضاً، ۵۲/۱۔ تہذیب الاسماء واللغات، ۱۶۸/۱

[18] ایضاً، ۵۲/۱

[19] تہذیب الاسماء واللغات، ۱۶۹/۱

[20] اسد الغابہ، ۵۲/۱۔

[21] علامہ حلبی، سیرت حلبیہ (۲/۲۱۶) میں غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ ماہ شوال ۳ھ میں تھا، اس پر جمہور اہل علم کا اتفاق ہے ۴ھ کا قول شاذ ہے (اور غیر معتبر)

۶۲۵ء) کو پیش آیا، اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی۔

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ سال [۲۲] اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۵۴ سال تھی۔ [۲۳]

پھر مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا، ان کی ایک عورت نے آپ کا جگر نکال کر منہ میں ڈالا اور اسے چبایا، لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اُتار سکی، ناچار اسے تھوک دیا۔ [۲۴]

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا:

اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ عورت آگ میں داخل نہ ہوتی، [۲۵]
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔ [۲۶]

اللھم ادم دیم الرضوان علیہ
وامدنا بالاسرار التی اودعتھا لدیہ

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا، تو یہ

---

[۲۲] اکثر روایات اسی قول کی تائید کرتی ہیں۔ (الطبقات، ۶/۳۔ اسد الغابۃ، ۵۴/۲۔ الاستیعاب، ۲۷۳/۱۔ رفع الخفاء، ۲۱/۱)

[۲۳] ابن اثیر نے ان روایات اور دیگر روایات کا اختلاف بیان کیا ہے۔ (اسد الغابۃ، ۵۴/۲)

[۲۴] قریش نے شہداء احد اور خصوصاً حضرت حمزہ کا مثلہ کیا۔ (دیکھئے ابن ہشام، ۹۱/۲۔ المنتظم ۱۹۹/۳۔ الطبقات، ۶/۳۔ سیر اعلام النبلاء ۱۷۹/۱، اسد الغابۃ ۵۳/۱، سیرت حلبیہ ۲۴۶/۲۔ مواہب لدنیہ ۲۰۷/۱۔ الطبری ۲۷/۲۔ دلائل النبوۃ، ۲۸۵/۳۔ امتاع الاسماع، ۱۵۳/۱۔ الواقدی ۲۸۶/۱

[۲۵] الاستیعاب ۲۷۴/۱۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۸۲۔ امتاع الاسماع ۱۵۳/۱۔ الواقدی ۲۸۶/۱

[۲۶] الطبقات میں ہے کہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے آگ پر حمزہ کے گوشت کے کسی بھی حصے کے چکھنے کو آگ پر ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے۔“ ایک روایت ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ حمزہ کے کسی حصے کو آگ میں داخل فرمائے۔“ (۸/۳۔۷) البدایۃ والنھایۃ میں بھی یہی روایت ہے (۴۲/۴)، ذخائر العقبیٰ ص ۱۸۲۔ امتاع الاسماع ۱۵۳/۱

منظر آپ کے دل اقدس کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں گزرا تھا، اسے دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا، آپ نے فرمایا:

''تمہارے جیسے شخص کے ساتھ ہمیں کبھی تکلیف نہ دی جائے گی، ہم کسی ایسی جگہ کھڑے نہیں ہوئے جو ہمیں اس سے زیادہ غضب دلانے والی ہو۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك في ضيق مما يمكرون ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون.[27]

(ترجمہ: ''اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے، آپ صبر کیجئے! اور آپ کا صبر اللہ ہی کے بھروسے پر ہے، آپ ان کے بارے میں غمگین اور تنگ دل نہ ہوں ان کے فریبوں کے سبب، بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکوکار ہیں۔'')

نبی اکرم ﷺ نے عرض کیا: ''اے رب! بلکہ ہم صبر کریں گے۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے، بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔''[28]

پھر ان کے جسدِ مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

---

۲۷ سورۃ النحل ایت ۱۲۶

۲۸ دیکھیے اسد الغابۃ ۵۳/۲، سیر اعلام النبلاء ۱۸۰/۱، الاصابۃ ۳۵۴/۱، الاستیعاب ۲۷۵/۱، الطبقات ۹/۳، السیرۃ الحلبیۃ ۲۴۶/۲، الطبری ۷۲/۲، المواھب اللدنیۃ ۲۰۷/۱، دلائل النبوۃ ۸۸/۳۔ ۲۸۶، المستدرک ۲۱۹/۳، (۴۸۸۷)، صفۃ الصفوۃ ۳۷۵/۱، البدایۃ والنھایۃ ۴۱/۴، المنتظم ۸۳/۳۔ ۱۸۲، سبل الھدی والرشاد ۳۲۸/۴، امتاع الاسماع ۱۵۴/۱، الواقدی ۳۳۱/۱

نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے:

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر! اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے! اے حمزہ! مصیبتوں کے دور کرنے والے اے حمزہ! رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے!''[29]

یہ بھی فرمایا: ہمارے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ حضرت حمزہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے:

''حمزہ ابن عبدالمطلب، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔''[30]

حاکم نیشاپوری، مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا (یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں۔[31]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

افمن وعدناہ وعدا حسنا فھو لاقیہ.[32]

(کیا جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔)

سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔[33]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ.[34]

---

۲۹ المستدرک، ۳/۲۱۸ (۴۸۹۳) (۴۹۹۸)، الاصابہ، ۱/۳۵۴۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۸۱۔ السیرۃ الحلبیۃ، ۲/۲۳۹۔ رفع الخفاء، ۱/۲۲۶، سبل الهدی والرشاد، ۴/۳۲۷

۳۰ ابن ہشام، ۲/۹۶۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۶۔ السیرۃ الحلبیۃ، ۲/۲۴۷۔ المستدرک، ۳/۲۱۹ (۴۹۹۸)۔ البدایہ، ۴/۴۱۔ سبل الهدی والرشاد، ۴/۳۳۸۔ امتاع الاسماع، ۱/۱۵۴۔ رفع الخفاء، ۱/۲۲۶۔ الواقدی، ۱/۲۹۰۔ وفاء الوفاء، ۲/۹۳۵۔ ابن النجار، ص ۳۴۷

۳۱ المستدرک، ۳/۲۲۰ (۴۹۰۰)

۳۲ سورۃ القصص، آیت ۶۱

۳۳ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۷

۳۴ سورۃ الفجر، آیت ۲۷

ترجمہ: ''اے اطمینان والی جان! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔''

سلفی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت حمزہ ﷛ ہیں۔ [۳۵]

نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا، چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی۔ [۳۶]

نبی اکرم ﷺ نے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، یہی زیادہ صحیح ہے [۳۷] یا ان کی نماز جنازہ کا نہ پڑھنا ان کی خصوصیت ہے۔ [۳۸] انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا، جہاں اس وقت ان کی قبر انور مشہور ہے۔ [۳۹] اور اس پر عظیم گنبد ہے، یہ گنبد خلیفہ الناصر لدین اللہ احمد بن المستضئ

۳۵؎ ذخائر العقبی، ص ۱۷۷

۳۶؎ الطبقات، ۱۰/۳۔ ذخائر العقبی، ص ۸۱۔۸۰۔ اسد الغابۃ ۵۵/۲۔۵۴۔ سبل الھدی والرشاد، ۳۳۰/۴۔ السیرۃ الحلبیۃ ۲۴۷/۲۔ امتاع الاسماع ۱۶۱/۱۔ الواقدی، ۳۱۱/۱

۳۷؎ اس میں اختلاف ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔ بعض محدثین نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور بعض نے نفی کی ہے (تفصیل دیکھئے فتح الباری، ۲۴۸/۳ (حدیث ۱۳۴۳) ص ۲۵۲ (حدیث ۱۳۴۷)۔ البیان والتحصیل، ۲۹۹/۲۔ سبل الھدی والرشاد، ۳۶۳/۴۔ ۳۳۱۔ اسد الغابۃ ۵۴/۲۔ الطبقات ۳۳/۲، ذخائر العقبی، ص ۱۸۱۔ المنتظم ۱۷۱/۳۔ عیون الاثر ۳۱/۲۔ السیرۃ الحلبیۃ ۲۴۸/۲۔ امتاع الاسماع ۱۶۱/۱۔ ۱۶۰۔ البدایۃ والنھایۃ ۴۲/۴، المنتظم ۱۸۲/۳۔ التذکرۃ ص ۱۸۴۔ وفاء الوفاء ۹۳۵/۲، سیر اعلام النبلاء ۱۸۱/۱)

۳۸؎ طبری نے ذخائر العقبی (ص ۱۸۰) میں سیدنا حمزہ ﷛ کی تکفین کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا کہ ''پھر نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور ان پر دس مرتبہ نماز جنازہ پڑھی، پھر ایک ایک شخص کو لایا جاتا رہا حضرت حمزہ کی میت اسی جگہ رہی، یہاں تک کہ ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ شہداء کرام کی تعداد ستر تھی۔'' پھر ص ۱۸۴ پر حضرت حمزہ کی نماز جنازہ کی فصل میں فرمایا: ''حضرت حمزہ کا معاملہ ان کی خصوصیت پر محمول کیا جائے گا'' (مزید دیکھئے، الطبقات، ۱۱/۳۔ البدایۃ والنھایۃ ۴۱/۴۔ ابن ہشام، ۹۷/۲۔ اسد الغابۃ ۵۴/۲۔ الواقدی ۳۱۰/۱۔ المنتظم ۱۸۲/۳۔ سبل الھدی والرشاد ۳۶۳/۴۔

۳۹؎ ابن شبہ (۱۳۶/۱) نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ''سیدنا حضرت حمزہ ﷛ کو بطن وادی سے ٹیلے کی طرف منتقل کیا جائے۔'' لیکن انہیں اس خطے میں سیدنا معاویہ کے زمانے میں دفن کیا گیا جب سیلابوں کی وجہ سے قبریں کھل گئیں، اس وقت یہ قبریں موجودہ مقام پر منتقل کی گئیں۔ (دیکھئے وفاء الوفاء ۹۳۸/۲)

العیاسی کی والدہ نے ۵۹۰ھ میں تعمیر کروایا۔

کہا جاتا ہے کہ قبر میں ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جحش[۴۰] اور حضرت مصعب بن عمیر[۴۱] بعض علماء نے کہا کہ حضرت شماس بن عثمان ہیں، آپ کے مزار شریف کے سرہانے سید حسن بن محمد بن ابی نمی کے بیٹے عقیل کی قبر ہے، مسجد کے صحن میں بعض سادات اُمرا کی قبریں ہیں۔

الـلهـم ادم ديـم الـرضـوان عليـه
وامـدنـا بـالاسـرار التى اودعتها لديـه

جب نبی اکرم ﷺ غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو اپنے شہیدوں پر روتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

"لیکن حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں۔"[۴۲]

اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا، انصار نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے شہیدوں سے پہلے حضرت حمزہ پر روئیں، ایک مدت تک انصار کی خواتین کا معمول یہ رہا کہ وہ جب بھی کسی

---

[۴۰] حضرت عبداللہ بن جحش بن رِیاب بن یعمر بن اسد بن خزیمہ (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو محمد ہے، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے، یہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے دوسری مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، سید حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں، غزوہ احد کے بعد دفن کیے گئے۔ (الطبقات، ۳/۶۷ کسی قدر تصرف کے ساتھ) امتاع الاسماع، ۱/۱۵۵۔ رفع الخفاء، ۱/۲۲۶۔ وفاء الوفاء ۳/۹۳۶)

[۴۱] حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف قریشی عبدری، کی کنیت ابو عبداللہ ہے، ان دنوں مشرف با اسلام ہوئے جب رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما تھے، ہجرت کر کے حبشہ گئے، احد کے دن ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا تھا، اسی دن جام شہادت نوش کیا، (اسد الغابۃ، ۵/۱۸۱) کسی قدر تصرف کے ساتھ) بعض مراجع میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی کو دفن نہیں کیا گیا اور سیدنا عبداللہ بن جحش اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما دوسری جگہ دفن کیے گئے (دیکھئے ابن شیبہ، ۱/۱۲۶۔ وفاء الوفا ۳/۹۳۶)

[۴۲] مسند احمد ۲/۴۰۷ (۵۵۳۸)۔ سنن ابن ماجہ، ۱/۵۰۷ (۱۵۹۱)۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۵۔ اسد الغابۃ، ۲/۵۳۔ الطبری ۲/۷۴۔ ابن ہشام ۲/۹۹۔ الطبقات، ۳/۱۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸۔ دلائل النبوۃ ۳/۳۰۰۔ السیرۃ الحلبیۃ ۲/۲۵۴۔ سبل الہدی والرشاد ۴/۳۳۴۔ امتاع الاسماع، ۱/۱۶۳۔ سیر اعلام النبلاء، ۱/۱۷۲۔ ابن النجار، ص ۴۲

میت والے گھر جاتیں تو پہلے حضرت حمزہ پر روتیں ۔ [۴۳]

حضرت کعب بن مالک انصاری اپنے قصیدے میں اظہار غم کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ولقد هددت لفقد حمزه هدة
ظلت بنات الجوف منها ترعد
ولو انه فجعت حراء بمثله
لرايت راسى صخرها ۰ يتهدد
قرم تمكن من ذؤابه هاشم
حيث النبوة والندا والسؤدد
والعاقر الكوم الجلاد اذا غدت
ريح يكاد الماء منها يجمد
والتارك القرن الكمى مجندلا
يوم الكريهة والقنا يتقصد
وتراه يرفل فى الحديد كانه
ذو لبدة شثن البراثن اربد
عم النبى محمد و صفيه
ورد الحمام فطاب ذاك المورد
وافى المنية معلما فى اسرة
نصروا النبى ومنهم المستشهد
اللهم ادم ديم الرضوان عليه
وامدنا بالاسرار التى اودعتها لديه [۴۴]

---

[۴۳] ابن ہشام ۲، ۹۹/ ۔ الطبری ۲، ۷۴/ ۔ اسد الغابہ ۲، ۵۳/ ۔ البدایہ والنھایہ ۴، ۴۹/ ۔ دلائل النبوۃ ۳/ ۳۰۱ ۔ السیرۃ الحلبیہ ۲، ۲۵۴/ ۔ سبل الھدیٰ والرشاد ۴، ۳۵۰/ ۔ البدایہ والنھایہ ۴، ۶۰/

[۴۴] ابن ہشام ۲، ۱۵۷/ ۔ سبل الھدیٰ والرشاد ۴، ۳۵۰/ ۔ البدایہ والنھایہ ۴، ۶۰/

- حضرت حمزہ کے رحلت فرما جانے سے مجھ پر ایسا صدمہ ہوا ہے کہ میرا دل اور جگر لرز اٹھے ہیں۔
- ایسا صدمہ اگر جبل حرا کو پہنچایا جاتا تو دیکھتا کہ اس کی چٹانوں کے دونوں کنارے تھرا اُٹھتے۔
- وہ ہاشمی خاندان کے معزز سردار تھے جہاں نبوت، سخاوت اور سرداری ہے۔
- وہ طاقتور جانوروں کے گلے کو ذبح کرنے والے تھے جب ٹھنڈی ہوا سے پانی جمنے کے قریب ہوتا تھا (یعنی سخت سردی کے موسم میں)
- جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں وہ بہادر مدمقابل کو کشتہ تیغ بنا دیتے تھے۔
- تو انہیں مسلح ہو کر فخر سے چلتا ہوا دیکھتا (تو کہتا کہ) وہ خاکستری رنگ والا، مضبوط پنجوں والا، عیال دار (شیر) ہے۔
- وہ نبی اکرم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی تو وہ جگہ خوش گوار ہوگئی۔
- انہوں نے اس حال میں موت سے ملاقات کی کہ ان پر (شتر مرغ کے پر کا) نشان لگا ہوا تھا، وہ مجاہدین کی ایسی جماعت میں تھے جس نے نبی اکرم ﷺ کی امداد کی اور ان میں سے کچھ لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

اللھم ادم الدیم الرضوان علیہ
وایدنا بالاسرار التی اودعتھا لدیہ

ان کے علاوہ جن حضرات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس دن شہادت سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اعمالِ صالحہ کی اچھی خبر اور زیادہ اجر دیا گیا، ان کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے۔[۴۵]

---

۴۵ دیکھئے..... عیون الاثر ۲/۴۸-۴۲ ۔ ابن ہشام ۲/۱۲۷-۱۲۲ ۔ الواقدی ۱/۳۰۰ ۔ الطبقات ۲/۳۳-۳۲ ۔ المنتظم ۳/۱۹۶-۱۷۴ ۔ وفاء الوفاء ۲/۹۳۳

مہاجرین:

ثقف بن عمرو، الحارث بن عقبہ، سعد حاطب کے مولیٰ، شماس بن عثمان، عبداللہ بن جحش حضرت حمزہ کے بھانجے، عبداللہ بن الھبیب، عبدالرحمٰن بن الھبیب، عقربہ بن عقربہ، مالک بن خلف...... مصعب بن عمیر، نعمان بن خلف یہی ابن قابوس ہیں۔

قبیلہ اوس:

انیس بن قتادہ، ایاس بن اوس بن عتیک، ثابت بن الدحداح، ثابت بن عمرو بن زید، ثابت بن وقش، حارث بن انس بن رافع، حارث بن اوس معاذ، حارث بن عدی بن خرشتہ، حباب بن قیظی، حبیب بن زید بن تیم، حسیل بن جابر، حنظلہ بن ابی عامر، خداش بن قتادۃ، خیثمہ بن حارث، رافع بن یزید، رفاعہ بن عبدالمنذر، رفاعہ بن وقش، زیاد بن السکن، زید بن ودیعہ، سبیع بن حاطب بن الحارث، سلمہ بن ثابت بن وقش، سھل بن رومی، سھیل بن عدی، صیفی بن قیظی بن عمرو، عامر بن یزید، عباد بن سھل، عبداللہ بن جبیر بن نعمان، عبداللہ بن سلمۃ، عبید بن التیہان، عمارہ ابن زیاد بن السکن، عمرو بن ثابت، عمرو بن معاذ بن النعمان، عمیر بن عدی، قرۃ بن عقبہ، قیس بن حارث، مالک بن نمیلہ، معبد بن مخرمہ، یزید بن حاطب بن امیہ، یزید بن السکن، یسار ابوالھیثم کے مولیٰ، ابوحبہ بن عمرو بن ثابت، ابوحرام عمرو بن قیس، ابوسفیان بن حارث بن قیس۔

قبیلہ خزرج:

انس بن النضر، اوس بن الارقم بن زید، اوس ثابت بن المنذر، ایاس بن عدی، ثعلبہ ابن سعد بن مالک، ثقب بن فروہ، الحارث بن ثابت بن سفیان، الحارث بن ثابت بن عبداللہ الحارث بن عمرو، خارجہ ابن زید، خلاد بن عمرو بن الجموح، ذکوان بن عبدقیس، رافع غزیہ کے مولیٰ، رافع بن مالک، رفاعہ ابن عمرو، سعد بن الرابیع، سعد عبید، سعد بن سوید بن

قیس، سلمہ ابن ثابت بن وقش، سلیم بن الحارث، سلیم بن عمرو، سہل بن قیس بن ابی کعب، ضمرۃ بن عمرو، عامر بن امیہ، عامر بن مخلد، عباس بن عبادہ، عبد اللہ بن الربیع، عبد اللہ بن عمرو بن وھب، عبد اللہ بن قیس، عبدۃ بن الحسحاس، ابن المعلی بن لوذان، عتبہ ابن ربیع، عمرو بن الجموح، عمرو بن قیس بن زید، عمرو بن مطرف بن علقمہ عنترہ مولیٰ سلیم، قیس بن عمرو، قیس بن مخلد، کیسان مولیٰ بنی النجار، مالک بن ایاس، مالک بن سنان، المجذر بن زیاد، نعمان بن عبد عمرو، نعمان بن مالک بن ثعلبہ، نوفل بن عبد اللہ، ابو ایمن مولیٰ بن الجموح، ابوھبیرہ ابن الحارث، ابوزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اس میں شک نہیں کہ التباس سے محفوظ، راجح قول کے مطابق شہداء احد کی تعداد ستر ۷۰ ہے۔[۴۶] اس تعداد میں زیادتی، تفصیل میں اختلاف کے سبب پیدا ہوئی، جیسے کہ حضرت ابن سید الناس نے بیان فرمایا:[۴۷]

اے اللہ! ان سب سے راضی ہو اور ہمیں بہتر نصرت و امداد عطا فرما۔

---

۴۶ فتح الباری، ۷/۳۳۳ (۴۰۷۸)۔ سبل الھدیٰ والرشاد، ۴/۳۲۷۔ الواقدی ۱/۳۰۰۔ عیون الاثر، ۲/۴۸۔ ابن ہشام، ۲/۱۲۷۔ دلائل النبوۃ، ۳/۲۸۰-۲۷۶۔ البدایۃ والنھایۃ، ۴/۴۷۔ المنتظم ۳/۱۷۔ وفاء الوفاء، ۲/۹۳۳۔ ابن النجار، ص ۳۳۶ (حضرت مصنف نے ایک نظم میں شہداء احد کے اسماء بیان کیے ہیں، علامہ سید محمد علوی مالکی (مکی) مدظلہ نے ان اسماء کے تلفظ کا طریقہ بیان کیا ہے اور حواشی لکھے ہیں، ان کا مطالعہ کیا جائے۔)

۴۷ امام علامہ محدث، ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۶۷۱ھ (۱۲۷۲ء) میں پیدا ہوئے، جلیل القدر عالم، حافظ الحدیث، علم حدیث کے امام اور فن حدیث کے نقاد تھے، ۷۳۴ھ (۱۳۳۳ء) میں ان کی رحلت ہوئی (ذیل تذکرۃ الحفاظ، ص ۳۵۰، کسی قدر تصرف کے ساتھ) سیرت طیبہ کے موضوع پر ان کی کتاب عیون الاثر (۲/۴۸) میں ہے کہ "بعض علماء نے شہداء کی تعداد سو سے زیادہ بیان کی ہے حالانکہ احد کے شہداء ستر بیان کیے جاتے ہیں، بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف انصار کے شہداء ستر تھے، پس زیادتی، تفصیل میں اختلاف کی بنیاد پر ہوئی ہے، ورنہ حقیقت زیادتی نہیں ہے۔"

شہداء کے بارے میں وہ فضائل وارد ہیں جن کے سننے والے کو فضیلت اور زینت حاصل ہوتی ہے، یہ وہ نفیس فضائل ہیں جن تک امنگوں اور آرزوؤں کی رسائی نہیں ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کا رنگ خون جیسا اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ [۴۸]

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں جگہ عطا فرمائی، وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں معلق قندیلوں میں آرام کرتے ہیں، جب انہوں نے بہترین کھانے اور شاندار استقبال دیکھا تو انہوں نے کہا:

کاش ہمارے بھائی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا کچھ تیار کیا ہے، تا کہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور جنگ سے منہ نہ موڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری طرف سے میں انہیں پیغام پہنچا دیتا ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ [۴۹]

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من

---

۴۸ ابن ہشام ۹۸/۲۔ دلائل النبوۃ، ج ۳۔ عیون الاثر ۳۳/۲۔ سبل الھدی والرشاد ۳۳۱/۴۔ وفاء الوفاء ۹۳۳/۲

۴۹ سنن ابی داود ۳۲/۳ (۲۵۲۰)، مسند احمد ۲۶۶/۱ (۲۳۸۴)، المستدرک ۹۷/۲ (۲۴۴۴)، البدایۃ والنھایۃ ۴۷/۴۔ الواقدی ۳۲۵/۱۔ دلائل النبوۃ، ج ۳۔ الترغیب والترھیب ۳۵۴/۱۔ ابن ہشام ۱۱۹/۲۔ عیون الاثر ۵۶/۲۔ الحاوی للفتاوی ۱۷۴/۲۔ الروح ص ۱۵۵۔ التمہید ۶۲/۱۱۔ تفسیر النسفی ۱۹۴/۱۔ مختصر تفسیر ابن کثیر ۳۳۶/۱۔ تفسیر ابن کثیر ۵۱۳/۳۔ احوال القبور ص ۲۱۰-۲۱۱۔ ابن النجار ص ۳۴۹۔

خلفهم ان لا خوف عليهم ولا هم يحزنون. [50]

اور تم اللہ کے راستے میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ ہرگز گمان نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، اس نعمت پر خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی اور خوش ہوتے ہیں ان لوگوں کے ذریعے جو ان سے لاحق نہیں ہوئے ان کے پیچھے سے، اس بات پر کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ [51] (یہ دنیا کی زندگی جیسی حقیقی زندگی ہے۔)

شہداء اکرام نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں اس لیے نہیں کہ انہیں کھانے پینے کی حاجت ہے بلکہ محض انعام واکرام کے طور پر، [52] وہ اپنی

---

[50] سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۱

[51] قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر (۳۹/۱) میں کہتے ہیں کہ "علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں جن شہداء کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟" (.....) جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہے کہ شہداء حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، البتہ اس سلسلے میں اختلاف ہے (کہ وہ کس طرح زندہ ہیں؟) بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کی قبروں میں روحیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں چنانچہ وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جمہور کے علاوہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مجازی زندگی ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں جنتی نعمتوں کے مستحق ہیں، پہلا قول صحیح ہے اور مجاز کی طرف رجوع کرنے کا کوئی باعث نہیں ہے۔

ابن قیم کتاب الروح (ص ۵۱) میں لکھتے ہیں کہ "شہداء کی زندگی کی دلیل یہ ہے کہ وہ قتل ہونے اور وفات کے باوجود اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، خوش اور مسرور ہیں اور یہی دنیا میں زندہ لوگوں کی صفت ہے۔"

حافظ سیوطی نے الحاوی للفتاوی (۵۲/۲) میں شیخ تقی الدین سبکی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قبر میں انبیاء اور شہداء کی زندگی ایسی ہی ہے جیسی دنیا میں تھی (.....) ان کی زندگی کے حقیقی زندگی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے جسم ایسے ہی ہوں جیسے دنیا میں تھے، اسی طرح شرح الصدور (ص ۲۷۶) میں ہے۔

ابن رجب حنبلی اپنی کتاب "احوال القبور" (ص ۲۷۲) میں فرماتے ہیں "اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہداء زندگی میں زندوں کے ساتھ شریک ہیں۔"

[52] ابن القیم نے کتاب الروح (ص ۷۵) میں حضرت ابن عباس کی وہ حدیث بیان کی جس کی مناسبت سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولا تحسبن الذین قتلوا (الایۃ) اس کے بعد کہتے ہیں کہ "اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کھاتے پیتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں اور کلام کرتے ہیں" علامہ نسفی تفسیر (۱۹۴/۱) میں فرماتے ہیں "یرزقون شہداء کو باقی دوسرے زندوں کی طرح رزق دیا جاتا ہے، وہ کھاتے اور پیتے ہیں، یہ ان کے زندہ ہونے اور ان کے حال کا بیان ہے۔"

قبروں سے نکلتے ہیں، دنیا اور عالم بالا میں تصرف کرتے ہیں۔[53] تمہارے لیے کافی ہے کہ انہیں ایسے فضائل حاصل ہیں جن میں وہ انبیاء کرام کے ساتھ شریک ہیں۔

چالیس سال کے بعد شہداء احد کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ تھے، ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے اور ان کی قبروں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔[54] حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر کدال لگ گیا تو اس سے خون بہنے لگا، جیسے کہ انسان العیون میں ہے۔[55] حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد (حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ چہرے کے زخم سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون بہنے لگا، ہاتھ دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔[56]

علامہ بقاعی بلقاء کے رہنے والوں کی قابلِ اعتماد جمعیت سے روایت کرتے ہیں[57] کہ انہوں نے مقام موتہ (شام کی ایک جگہ جہاں غزوہ موتہ واقع ہوا) میں شہداء موتہ کو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلتے پھرتے دیکھا، دیکھنے والا جب اس جگہ پہنچا جہاں ان شہداء کو دیکھا تھا تو وہ اس جگہ سے دور کسی اور جگہ دکھائی دیے، اسی طرح وہ اس کی نظروں میں ایک جگہ سے

---

۵۳ ابن القیم کتاب الروح (ص ۱۴۲۔۱۴۱) میں لکھتے ہیں کہ "مختلف لوگوں کی خوابوں سے بتواتر وروحوں کے ایسے افعال ثابت ہیں جنہیں وہ بدن کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت میں انجام نہیں دے سکتیں، مثلاً ایک دو یا چند افراد نے بڑے لشکروں کو شکست دے دی، کتنی دفعہ خواب میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہوئی، ان کی ارواح مبارکہ نے کفر اور ظلم کے لشکروں کو شکست دی، وہ لشکر ساز و سامان اور تعداد کی زیادتی کے باوجود مغلوب ہو گئے، حالانکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں کم بھی تھے۔ یہ امر معلوم ہے کہ شہداء کرام انبیاء عظام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے، اس جگہ ایسی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض فضائل انبیاء اور شہداء میں مشترک ہیں، دیکھیے۔ (شرح الصدور)

۵۴ دیکھیے، الواقدی، ۱/ ۲۶۷۔ البدایہ والنہایہ، ۴/ ۴۳۔ دلائل النبوۃ ۳/ ۲۱۹۔ سبل الہدیٰ والرشاد، ۴/ ۳۶۹

۵۵ انسان العیون (السیرۃ الحلبیۃ) ۲/ ۲۵۰۔ ابن شبہ، ۱/ ۱۳۳۔ وفاء الوفا، ۲/ ۹۳۸

۵۶ دیکھیے سابقہ حوالے، الخصائص الکبریٰ، ۱/ ۲۱۹۔ تفسیر کبیر، ۹/ ۹۳۔ تفسیر خازن، ۱/ ۲۹۷۔ وفاء الوفا، ۲/ ۹۳۶

۵۷ برہان الدین ابراہیم بن عمر الرباط البقاعی الشافعی، محدث، مفسر اور مورخ تھے، ۸۰۹ھ (۱۴۰۶) میں پیدا ہوئے اور ۸۸۵ھ میں وفات پائی۔ (شذرات الذہب، ۹/ ۵۰۹)

دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔

نبی اکرم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں بیان فرمایا کہ جو شخص قیامت تک ان کی زیارت کرے گا اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرے گا تو وہ اسے جواب دیں گے۔ ۵۸

نیک لوگوں کی ایک جماعت نے سنا کہ جس شخص نے شہداء احد کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

نبی اکرم ﷺ ہر سال کے آخر میں شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور فرماتے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

تم پر سلام ہو تمہارے صبر کے سبب، دار آخرت کیا ہی اچھی دار ہے۔

اہل مدینہ رجب کے مہینے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتے ہیں، یہ حدیث اس عمل کی دلیل بن سکتی ہے، جنید مشرقی کے خاندان کے بعض افراد نے اس زیارت کو رواج دیا، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں زیارت کا حکم دے رہے ہیں۔ ۵۹

---

۵۸ سبل الھدی والرشاد، ۳۷۷/۴، البدایۃ والنھایۃ، ۴۶/۴۔ دلائل النبوۃ، ۳۰۷/۳۔ شرح الصدور، ص ۲۷۳۔ تفسیر الخازن، ۲۹۷/۱۔ ابن شبہ ۱۳۲/۱

۵۹ واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء احد کی زیارت کرتے تھے، اور سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس معاملہ میں آپ کی پیروی کی (دیکھئے، المغازی، ۳۱۳/۱۔ ابن شبہ، ۱۳۲/۱۔ دلائل النبوۃ امام بیہقی، ۳۰۶/۳۔ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ۴۶/۳۔ وفاء الوفاء، ۹۳۲/۲۔) اور یہ دلیل ہے کہ اہل مدینہ اور دیگر حضرات کے لیے ہر سال شہداء احد کی زیارت کرنا سنت ہے، حضرت مصنف نے جو بیان کیا ہے کہ بعض حضرات نے خواب میں حضرت حمزہ کو زیارت کا حکم دیتے ہوئے دیکھا (تو اس میں کوئی بعد نہیں ہے) کیونکہ اصحاب قبور کی روحوں کا زندوں کی روحوں سے ملاقات کرنا ثابت ہے (دیکھئے کتاب الروح ص ۲۵۴۔ شرح الصدور ص ۲۵۱) حضرت مصنف کے بیان کردہ حضرات کے علاوہ دوسرے افراد کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

اے اللہ! ان سب شہداء سے راضی ہو، اور ہمارے لیے عظیم ترین ناصر اور مددگار رہو!

جب ہمارا راہوار قلم اپنا سفر طے کر چکا اور ہر صاحب عقل و خرد کے لیے شہداء کی حقیقی زندگی سے مقصود واضح ہوگیا تو ہم شہداء اکرام کے جود و سخا کے بادل سے لطف و کرم کی بارش طلب کرنے اور ان کے اخلاق عالیہ سے فیض اور بخشش کے روح پرور موتیوں کی برسات کی درخواست کرنے کے لیے انہیں یاد کرتے ہیں۔

اے شہداء کرام! اے ارجمندو! تم نے فوز و فلاح کا مقصد جلیل حاصل کر لیا اور رب کریم کی خوشنودی کے لیے تلوار کے سائے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا، تمہیں یہ نوید جانفزا دی گئی۔

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به

تمہیں یہ سودا مبارک ہو جس میں تم نے (اپنی جانوں کو) بیچ دیا ہے۔ تو جنت تمہارا ٹھکانہ بن گئی اور تم نے اپنی تلواروں کے لیے مشرکوں کی کھوپڑیوں کو میان بنا دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہیں راضی کر دیا۔

- تمہارے فضائل قرآن پاک نے بیان کیے ہیں، تم وہ اصحاب محبت ہو جنہیں تعظیم و تکریم کی مختلف قسموں سے نوازا گیا، تم وہ زندہ جاوید ہو جنہیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔
- تمہاری ذات مطلع انور ہے، تم برکت اور امان کے چمکتے ستارے ہو، تم کامیابی اور رضائے الٰہی کے سفیر ہو، تم نے بلند و بالا نیزوں کے درمیان جانبازیوں کی بدولت شہادت کا اعلیٰ ترین جام نوش کیا، تم سراپا کرم سردار ہو، مقابلے کے وقت تمہارا ایک ہی

مطالبہ تھا کہ اترو اور سامنے آؤ، تم ہدایت کے درخشندہ ستارے ہو، تم دشمنوں کے لیے شہاب ثاقب ہو، ہر دوست کے لیے تریاق اور ہر دشمن کے حق میں زہر ہو، تم خوفناک حادثے میں امداد فراہم کرنے والے اور ہر رسوا کن تکلیف کے وقت جائے پناہ ہو۔

○ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے فقیر ہیں، آپ کے اونچے پہاڑ کے پہلو میں پناہ لینے والے کمزور ہیں، آپ کی مضبوط اور ناقابل شکست رسی کو پکڑنے والے ہیں اور آپ کے مستحکم وسیلے کو اپنانے والے ہیں جو مقصد تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

○ آپ ہمارے غم دور کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، ہماری مصیبت جلد دور کیجئے! ایک لمحے کے لیے اپنی اکسیر نظر کی سعادت بخشئے! اپنی عنایت کی خوشبو کا ایک جھونکا ہمیں عنایت فرمائیں، قوت و طاقت کے ساتھ ہماری امداد فرمائیں اور ایسے عزم اور ہمت سے ہماری دستگیری فرمائیں کہ دشمنوں کا ہر حملہ اور مکر پسپا ہو جائے۔

○ سادات کرام! اگر چہ ہم دستگیری کے لائق نہیں ہیں لیکن آپ حضرات تو لطف و عنایت اور چشم پوشی کے اہل ہیں اگر ہمارے اعمال کے راستے انتہائی ناہموار ہیں لیکن آپ کی بارگاہ تو پناہ گزینوں کے لئے پرسہولت اور کشادہ ہے۔

○ اے اللہ! اے وہ ذات جس کی بارگاہ بیکس پناہ میں زمین و آسمان کی مخلوقات کی آوازیں فریاد کناں ہیں، جسے سوالات مغالطے میں نہیں ڈال سکتے، جس کے لئے زبانوں کا اختلاف اور سوالات کی کثرت کوئی مسئلہ نہیں۔

○ اے وہ ذات کہ تو محتاجوں کی حاجتوں کا مالک ہے اور امیدواروں کے دلوں کی باتیں جاننے والا ہے، ہم تجھ سے ارباب فضیلت کے دولہا ﷺ کے طفیل دعا کرتے ہیں، جن کا راز بلندیوں اور پستیوں کے چہروں میں سرایت کیے ہوئے ہے، وہ آیات بینات کا نور اور کلمات تامہ کے رسول، عالم بالا کی مخلوقات کے امام اعظم،

میدانِ محشر کے کلام کرنے والے خطیب، ذات باری تعالیٰ کی مراد کے سفیر اور اسماء وصفات کی جلالت کے پاسبان ہیں اور آپ کی آل پاک کے طفیل جن کے نیکو کاروں اور خطا کاروں کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی اور ہر ایمان دار مرد اور عورت کو ان کی محبت کی تلقین فرمائی اور آپ کے صحابہ کرام کے طفیل جنہوں نے ازل سے مقرر کردہ سعادت کی بدولت اسلام کی قوت کو مستحکم کیا، خصوصاً وہ صحابہ کرام جنہوں نے تیری خوشنودی کے لئے جان کی بازی لگا دی اور انکا خاتمہ شہادت پر ہوا۔

○ ہماری درخواست یہ ہے کہ ہماری دعا قبول فرما، اپنے فضل کے فیض سے ہمارے برتن بھر دے، ہمارے عیوب کو ڈھانپ دے، ہماری بے چینیوں کو چین عطا فرما، ہمارے مقاصد پورے فرما، ہمیں ان کاموں کی توفیق عطا فرما جو ہمیں موت کے بعد فائدہ دیں، ہمارے درجات بلند فرما، ہمیں عظیم اجر وثواب عطا فرما، اپنی رضا سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما، ہمارے ذمہ حقوق اور قرضوں سے ہمیں سبکدوش فرما، ہماری اولادوں کی اصلاح فرما، ہماری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما، ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے باطن تیرے ذکر سے مسرور ہیں، جو تیرے شکر سے رطب اللسان ہیں جو تیرے احکام کے لئے سراپا اطاعت ہیں، جن کے دل تیری وعید اور خفیہ تدبیر سے لرزاں ہیں، تنہائیوں میں تجھے یاد کرنا انکا میدان ہے اور اسی میں انکا دل خوش رہتا ہے، سحری کے اوقات میں عرض نیاز سے انہیں راحت ملتی ہے اور انکا دل ودماغ معطر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے لیے باغ وبہار ہے اور قرآن پاک کی تلاوت ان کے لئے نعمتوں اور برکتوں کا خزانہ ہے۔

○ اے اللہ! اس روشن انوار والی بارگاہ کے صاحب (حضرت حمزہ) کے طفیل ہماری

دعا ہے کہ ہم سب کو آتش جہنم کے شعلوں سے رہائی عطا فرما، کدورتیں دور فرما، ہلاکتوں سے محفوظ فرما، بکثرت بارشیں عطا فرما، اشیاء ضرورت سستی فرما، اطراف و جوانب کو امن عطا فرما، قریب و بعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما، ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما، اسلامی لشکروں کو اپنی نصرت سے تقویت عطا فرما، اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا۔

○ اے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے شیر! ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کی درخواست قبول کی جائیگی، ہم نے اپنی امیدوں کی کجاوے آپ کی بارگاہ میں اتارے ہیں، آپ کے دربار کرم میں حاضر ہیں، آپ کی شان یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیں نظر انداز کردیں، ہم نے آپ کی جود و سخا کے بھرپور برسنے والے بادلوں سے بارش طلب کی ہے۔

یارب قد لذنا بعم نبینا
رب المظاھر قدست اسراره
فاقل عثار من استجار بعمه
او زاره لتکفرن اوزاره
والطف بنا فی المعضلات فاننا
بجوار من لا شک یکرم جاره
واختم لنا بالصالحات اذ دنا
منا الحمام وانشب اظفاره
ثم الصلاة علی سلالة هاشم
من طاب محتده و طاب نجاره
والآل والصحب الکرام اولی التقی

صيد الانام ومن هم انصاره

ما انشدت طربا مطوقة الشظى

او ناح بالالحان فيه هزاره

- اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت وقدرت اپنے نبی ﷺ کے چچا کی پناہ لی ہے، انکے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔
- اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی ہے یا گناہوں کی مغفرت کے لیے انکی زیارت کی ہے۔
- مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما، کیونکہ ہم اس ہستی کے جوار میں ہیں جو بلاشک وشبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔
- جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے پنجے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرمانا پھر صلوۃ وسلام ہو بنو ھاشم کے خلاصہ پر جنکا حسب ونسب تیب وطاہر ہے۔
- اور مخلوق کے سرداروں اور نبی اکرم ﷺ مددگاروں، اور تقویٰ شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔
- جب تک کسی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا رہے۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ.

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين ○

☆☆☆☆

مآخذ ومراجع

۱۔فواد عبدالباقی: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم

۲۔عبدالبر: الاستیعاب

۳۔ابن الاثیر: اسد الغابۃ

۴۔ابن سعد: الطبقات الکبری

۵۔حاکم: المستدرک

۶۔برھان الدین حلبی: السیرۃ الحلبیۃ (انسان العیون)

۷۔القسطلانی: المواھب اللدنیہ

۸۔ابن کثیر: البدایۃ والنھایۃ

۹۔ابن الجوزی: المنتظم

۱۰۔المقریزی: امتاع الاسماع

۱۱۔ابن حجر العسقلانی: الاصابہ

۱۲۔قرطبی: التذکرہ

۱۳۔ابن القیم: الروح

۱۴۔ابن ھشام: السیرۃ النبویۃ

۱۵۔السیوطی: انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء

۱۶۔السیوطی: الحاوی للفتاوی

۱۷۔واقدی: المغازی

۱۸۔السیوطی: الخصائص الکبری

۱۹۔ابن رجب الحنبلی: اھوال القبور

۲۰۔ابن عبدالبر: التمھید

۲۱۔ابن عبدالبر: البیان والتحصیل

۲۲۔ابن النجار: الدرۃ الثمنیہ فی تاریخ المدینۃ

۲۳۔ابی برکات النسفی: تفسیر النسفی

۲۴۔ابن شبہ: تاریخ المدینۃ المنورہ
۲۵۔الرازی: التفسیر الکبیر
۲۶۔الاصبھانی: الترغیب والترھیب
۲۷۔النووی: تہذیب الاسماء واللغات
۲۸۔الطبری: جامع البیان فی تاویل القرآن
۲۹۔البیہقی: حیاۃ الانبیاء
۳۰۔البیہقی: دلائل النبوۃ
۳۱۔الطبری: ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ
۳۲۔الذھبی: ذیل تذکرۃ الحفاظ
۳۳۔الکردی: رفع الخفا شرح ذات الشفاء
۳۴۔ذھبی: سیر اعلام النبلاء
۳۵۔صالحی: سبل الھدیٰ والرشاد
۳۶۔السجستانی: سنن ابی داود
۳۷۔القزوینی: سنن ابی ماجہ
۳۸۔السیوطی: شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور
۳۹۔ابن العماد الحنبلی: شذرات الذھب فی اخبار من ذھب
۴۰۔ ابن الجوزی: صفۃ الصفوۃ
۴۱۔ابن سید الناس: عیون الاثر
۴۲۔ابن حجر العسقلانی: فتح الباری بشرح صحیح البخاری
۴۳۔تقی الدین السبکی: فتاویٰ السبکی
۴۴۔السمھودی: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ
۴۵۔الشیبانی: مسند امام احمد
۴۶۔صابونی: مختصر تفسیر ابن کثیر
۴۷۔ ابن منظور: لسان العرب

OOOO

شوال شریف کے مخصوص ایام

۱ شوال	عید الفطر
۱ شوال	امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۱ شوال	امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ
۱ شوال	امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
۵ شوال	حضرت شیخ مصلح الدین سعدی علیہ الرحمۃ
۵ شوال	حضرت مخدوم یحیٰ منیری علیہ الرحمۃ
۶ شوال	سید تاج الدین عبدالرزاق بغدادی علیہ الرحمۃ
۶ شوال	حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ
۷ شوال	حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ
۷ شوال	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۰ شوال	یوم ولادت اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ
۱۵ شوال	حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ
۱۵ شوال	شہدائے احد شریف رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
۱۶ شوال	حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ
۱۷ شوال	حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ
۲۰ شوال	حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا
۲۳ شوال	حضرت سید علی جیلانی علیہ الرحمۃ

منقبتِ سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ہیں دین کے نگہبان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ
ہے اٹل اپنا یہ ایقان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

ناز کرتی ہے تواریخ شجاعت پہ ہنوز
قابلِ رشک ہے یہ شانِ جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

جس جگہ نوش کیا جام شہادت بے خوف
ہے شفق زار وہ میدان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

انتہا ہے یہ محمد ﷺ سے وفاداری کی
کر گئے جان بھی قربان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

دل میں قندیل عقیدت ہی رہے گی روشن
ہے جسے آپ کا عرفان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

بن گئی شمع رسالت کے لئے اک فانوس
جب اُٹھا کُفر کا طوفان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

خواب ہی میں کبھی دیدار میسّر ہو مجھے
ہے میرے دل کا یہ ارمان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

ماری اس زور سے بو جہل کے چہرے پہ کمان
قوتِ کفر تھی حیران جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

بزمِ ہستی میں ہمیشہ ہی رہے گا چرچا
ہے یہ الطافؔ کا ایمان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

☆☆☆☆☆

کثرت استغفار کا فائدہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے امیر معاویہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں مگر میرے کوئی اولاد نہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے۔ آپ نے فرمایا استغفار پڑھا کرو، اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے۔ یہ خبر حضرت معاویہ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت امام سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے فرمایا۔ دوسری مرتبہ جب اس شخص کو امام سے نیاز حاصل ہوا تو اس نے یہ دریافت کیا، امام نے فرمایا کہ تو نے حضرت ہود کا قول نہیں سنا جو انہوں نے فرمایا ''یزدکم قوۃ الی قوتکم'' اور حضرت نوح علیہ السلام کا یہ ارشاد ''یمددکم باموال وبنین'' فائدہ: کثرت رزق اور حصول اولاد کے لئے استغفار کا بکثرت پڑھنا قرآنی عمل ہے۔

(خزائن العرفان سورۃ ھود آیت ۵۲ ف ۱۱۴)